پاکستان میں جنسی ساتھی کا تشدد: صرف خواتین کا مسئلہ نہیں

روزینہ کرملیانی ، کوثر ایس خان، سہیل باوانی، تزین سعید علی، نکولا جونز، تاویشی گپتا، انیتا آلانہ، حسین مقبول، یاسمین سومانی، اور ڈیوڈ واکر

جنسی ساتھی کے تشدد (Intimate Partner Violence - IPV) سے پاکستان کی ایک تہائی سے زائد آبادی متاثر ہے، جس کی بہت بھاری قیمت نہ صرف بالغ لڑکیاں اور عورتیں بلکہ پوری کیمونٹی بھی ادا کر رہی ہے۔ مختلف سطح پر چلنے والی تشدد سے متعلقہ تحاریک نہ صرف مردوں اور لڑکوں کو ایسی سوچ کی طرف راغب کرتی ہیں بلکہ متاثرہ افراد کو بھی اپنے ساتھ شامل کرتی ہیں تاکہ ایسی پرانی روایات کو بھی ختم کیا جاسکے جو اس قسم کے تشدد کو 'قابل قبول' بناتی ہیں۔ ایسے اقدامات کی ضرورت ہے کہ جو چھوٹے اور بڑے پیمانے پر جنسی ساتھی کے تشدد کے خلاف حکمت عملی اور طریقہ کار واضح کریں اور پورے پاکستان میں جنسی ساتھی کے تشدد کے حوالے سے ہونے والے اقدامات کی حوصلہ افزائی کرنے والے مختلف اُصولوں اور رویوں کو واضح کیا۔

پاکستان میں جنسی ساتھی کا تشدد نہ صرف صحت عامہ اور رویئے کا مسئلہ ہے بلکہ یہ انسانی حقوق کا بھی مسئلہ ہے جس کا سماجی اور معاشی اثر نہ صرف خواتین اور بالغ لڑکیاں بلکہ ان کے ساتھ پوری کمیونٹی بھی محسوس کرتی ہے۔ حالیہ علاقائی ذرائع اور مختلف صحت عامہ سے متعلق سروے سے یہ بات سامنے آئی کہ ۱۵ سے ۴۹ سال کی تقریباً ۴۰ فیصد ایسی خواتین جن کی کبھی شادی ہوئی تھی، انہوں نے جنسی ساتھی کے تشدد کا سامنا کیا تھا اور ان میں سے ایک تہائی خواتین پر پچھلے ۱۲ ماہ میں جنسی ساتھی نے تشدد کیا تھا۔ جنسی ساتھی کے تشدد کے حوالے سے جہاں اس کی تعداد میں اضافے پر خدشات کا اظہار کیا جارہا ہے وہیں ساتھ ساتھ اس کی شدت میں اضافے پر بھی خدشات پائے جاتے ہیں۔

'اور اب قتل صرف غیرت کے نام پر قتل کا حصہ نہیں بلکہ اب یہ عمومی تشدد کا حصہ بن چکا ہے۔ خواتین کو بہت چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی قتل کیا جا سکتا ہے' (بنیادی معلومات فراہم کرنے والا فرد)

کراچی اور اس کے گردونواح کے تین مختلف مقامات میں سال ۲۰۱۶ء میں ہونے والے مطالعے سے، جس میں بنیادی اور غیر بنیادی نوعیت پر تحقیقی معلومات جمع کی گئی تھیں، یہ تصدیق ہوئی کہ متاثرہ افراد کو جنسی ساتھی کے تشدد کے شدید نتائج کا سامنا ہے۔ جبکہ خواتین پر اس کے اثرات کے حوالے سے معلومات کا کافی خزانہ جمع ہو چکا ہے لیکن اس حوالے سے بہت کم معلومات ہیں کے مردوں اور نوجوان لڑکوں کو جنسی ساتھی کے تشدد میں ملوث ہونے پر کیا چیز اکساتی ہے اور اسی وجہ سے ہماری حکمت عملی اور پروگرام کارد عمل بھی کامیاب نہیں رہا۔ ہمارے مطالعے کا مقصد بھی یہی تھا کہ ایسے کثیر سطحی عوامل کو تلاش کیا جائے جن کی بناء پر پاکستان میں مردوں کا رویہ جنسی ساتھی کے تشدد کے مطابق کم ہو رہا ہے اور معلومات کے اس خلاء کو پُر کیا جاسکے۔ اور مقامی اور قومی حکومتوں، عطیات فراہم کرنے والے اداروں، غیر سرکاری تنظیموں، سول سوسائٹی اور تعلیمی اداروں کو شہادتوں کی بنیاد پر تجاویز پیش کی جائیں۔

کثیر سطحی عوامل جن کی بناء پر پاکستان میں مردوں کا رویہ جنسی ساتھی پر تشدد کی طرف ڈھل رہا ہے

اس مطالعے نے ایکولوجیکل ماڈل کی مدد سے فرد، خاندان اور کمیونٹی کی سطح پر خطرے کے عناصر کا تجزیہ کرتے ہوئے، پیچیدہ اور کثیر سطحی نوعیت کی جنسی ساتھی کے تشدد سے متعلقہ تحاریک کی روایات اور رویوں کو واضح کیا ہے۔ ہمارے بنیادی مطالعے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خطرے کے عناصر میں تعلیم کی کمی سب سے اہم عنصر ہے۔ جوابدہندگان نے 'عقل، تمیز اور شعور' کی کمی کو بنیادی وجہ جبکہ بے روزگاری (جس کی وجہ سے غربت) کو خطرے کے عنصر کے طور پر دیکھا جس کے ساتھ 'ذہنی دباؤ' جڑا ہوا ہے جو 'گھر میں معاشی مسائل' لاتا ہے۔ غیر منشیاتی اشیاء کو بطور نشہ استعمال کرنا خطرناک عنصر کے طور پر سامنے آیا، جس کے بارے میں جوابدہندگان نے بتایا کہ اس کا استعمال تحقیق کئے جانے والے علاقوں میں بڑھتا جارہا ہے۔ خاندان یا پڑوس میں تشدد ہوتا دیکھنا بھی بطور ایک اہم عنصر دیکھا گیا، خصوصی طور پر اگر جنسی ساتھی کا تشدد عمومی بات ہو۔

گھریلو سطح پر، ازواج کے مابین اختلافات عموماً سسرال میں کشیدگی کو فروغ دیتے ہیں۔ مشتعل کرنے والے عوامل کی نشاندہی کرتے ہوئے مرد جوابدہندگان نے بتایا: بیویاں گھر، بچوں یا سسرال والوں کی دیکھ بھال نہیں کرتی ہیں، نامناسب کپڑے پہنتی ہیں، کھانا تیار نہیں کرتی ہیں، زبان چلاتی ہیں، بغیر اجازت باہر جاتی ہیں، شبہ ہے کہ دیگر مردوں سے بات کرتی ہیں، جنسی تعلق سے انکار کرتی ہیں اور زائد شادیوں کا ذہنی دباؤ بھی ہوتا ہے۔

کمیونٹی کی سطح پر، عمیق بنیادوں پر پدرشاہی نظام کی روایات اور مناسب رویئے کے حوالے سے وابستہ امیدوں کو اہم عنصر کے طور پر دیکھا گیا۔ صنف نازک سے جڑے روایتی خیالات برقرار رہے، جبکہ مردانگی سے متعلقہ خیالات میں روایتی اقدار (مثلاً مرد گھر کی ضروریات کو پورا کریں گے) اور جدید خیالات (مثلاً خواتین کے خلاف تشدد کی مخالفت کرنا) کی آمیزش بھی نظر آئی۔ خواتین کی نقل و حرکت کو محدود کرنا اور کم عمری زبردستی کی شادی ایسی سخت رسومات ہیں جو لڑکیوں اور خواتین کو جنسی ساتھی کے تشدد کے خطرے میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ ہماری تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ قدامت پسند سوچ کی بدولت مرد دوست محبوبہ کے رشتے کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے اس رشتے میں جنسی ساتھی کا تشدد کبھی بھی سامنے نہیں آتا۔

بہت سے مرد اور خواتین جوابدہندگان نے جنسی ساتھی کے تشدد کو بلکل صحیح، اور خواتین کو راہ راست پر رکھنے کے لئے ضروری قرار دیا۔ اسلامی مقدس کتب کی تشریح کرنے والے بہت سے قدامت پسند افراد بھی اس نظریہ کی حمایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے مرد جنسی ساتھی کے تشدد کو جائز تصور کیا جانے لگا ہے۔ خواتین کو جنسی ساتھی کے تشدد کے خطرے سے دوچار کرنے میں سماجی رابطوں کے میڈیا کا بھی کردار ہے جس میں نئی ٹیکنالوجی کی مدد سے لڑکوں کی فحش سائٹس تک رسائی آسان ہو گئی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی محبوبہ کو جنسی تشدد کا شکار بناتے ہیں، جس میں ان سے غیر معقول جنسی مطالبات کرنا بھی شامل ہے۔

پاکستان میں جنسی ساتھی کے تشدد کے خلاف موجودہ ردِ عمل

ہمارے دریافت شدہ نتائج سے یہ تجویز سامنے آئی کہ موجودہ قوانین سے صرف سرسری طور پر اس کا تدارک ممکن ہے اور قوانین کا خاکہ تیار کرنے اور ان کو نافذ کرنے میں موجود خلاء کو پر کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ قانون ساز اور قانون کا بنیادی ڈھانچہ ترتیب دینے والے جنسی ساتھی کو تشدد کا موقع فراہم کرنے والی سماجی روایات پر ناکافی توجہ دیتے ہیں اور جنسی ساتھی کے تشدد سے نمٹنے کے لئے

اداروں (مثلاً تعلیم، صحت، انصاف، ذرائع نقل و حمل) کے درمیان مربوط اقدامات کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ قانون کے نفاذ میں احتسابی عمل کی کمی ہے اور اسے مرکزی حکومت کی ایجنسیوں کے اندر موجود اسٹاف اور ان کی محدود صلاحیتیں مزید پیچیدہ بنا رہی ہیں۔

خواتین کو غیر رسمی تحفظ فراہم کرنے میں میکے کے افراد اور پڑوسی بھی شامل ہوتے ہیں لیکن ہماری دریافت کے نتیجے میں یہ تجویز سامنے آئی کہ میکے والوں کا ملاجلا ردِ عمل ہو سکتا ہے۔ انصاف کے نظام کے حوالے سے اگر دیکھیں تو گاؤں کی سطح پر غیر رسمی ثالثی عدالت (جماعت) ہوتی ہے لیکن یہ غیر رسمی عدالتیں خواتین کے لئے عموماً اچھا انتخاب نہیں ہوتی ہیں کیونکہ عموماً خواتین کو اپنے خاندان کی عزت اور رتبے کو بچانے کے دباؤ میں آکر اسی شوہر کے ساتھ زندگی گزارنی ہوتی ہے جو اس پر تشدد کرتا ہے۔ تحفظ فراہم کرنے والے مروجہ اداروں بشمول پولیس، عدالتیں، اور ٹیلی فون پر مدد فراہم کرنے والے اداروں تک لوگ نہیں جاتے ہیں۔ ہماری تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنسی ساتھی کے تشدد کو ایسے اداروں میں بہت ہی کم بیان کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں یہ خیال مزید پختہ ہو جاتا ہے کہ جنسی ساتھی کا تشدد ایک ذاتی معاملہ ہے۔ نتیجتاً ان اداروں تک اسی وقت رسائی ہوتی ہے جب خواتین کی جان کو خطرات لاحق ہوں۔ علاوہ ازیں سخت اقدار اور بدنامی کا خوف، خدمات فراہم کرنے والے اداروں کے بارے میں خواتین کی محدود معلومات، پولیس اسٹیشن میں ان کے ساتھ ناروا سلوک اور معاشی رکاوٹیں خواتین کو انصاف حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ معلومات فراہم کرنے والے اہم افراد نے جنسی ساتھی کے تشدد کو روکنے والے نظام میں احتساب اور شفافیت کی کمی اور روز بروز بڑھتی ہوئی بدعنوانی (کرپشن) پر بھی زور دیا۔ احساس بڑھانے والی آگاہی اور شعور فراہم کرنے والی تربیت کے ذریعے مقامی پولیس کی صلاحیتوں کو بڑھانے کی کوششیں جاری ہیں لیکن تبدیلی کی رفتار ضرورت کے مطابق نہیں ہے۔

حکومت کی محدود صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے، تحفظ فراہم کرنے کے لئے زیادہ تر خدمات غیر سرکاری تنظیمیں اور تعلیمی ادارے فراہم کر رہے ہیں جن کا مقصد گھریلو اور کمیونٹی کی سطح پر گفتگو اور بحث مباحثے کے ذریعے شعور کی بیداری ہے۔ ہمارے مطالعے نے امید افزا طریقہ کار کی نشاندہی کی ہے جس میں شعور اجاگر کرنے کے لئے والد، بھائی، ماں، اور جوانوں کے گروپ تیار کرنا، میڈیا یا چینلز کے ذریعے آگاہی بڑھانا، خواتین کو آمدنی کے ذرائع بڑھانے کے لئے مدد فراہم کرنا، اور یونیورسٹی کے نصاب اور اس کے احاطے میں خواتین کے مسائل کو اجاگر کرنا شامل ہے۔ ایسے پروگرام سے فائدہ حاصل کرنے والے افراد کو خواتین پر تشدد کے خلاف اپنے رویئے میں نمایاں اور پُر اثر تبدیلی کا احساس ہوا ہے۔

ایک شادی شدہ آدمی جو نوجوانوں کے گروپ میں شامل ہوا تھا، اس نے بتایا کہ 'اس (پروگرام) نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے'۔ وہ ایسے افراد کو روکتا ہے جو خواتین سے بدتمیزی سے بات کرتے ہیں، اور انہیں بتاتا ہے کہ 'میں یہاں ایک سرگرم شہری ہوں اور یہ خاتون میری بہن جیسی ہے'۔

حکمت عملی اور عملدرآمد کے لئے تجاویز

ہماری سب سے اہم تجویز یہ ہے کہ ایسے پروگرامز کو مضبوط اور مستحکم کیا جائے کہ جو ثقافتی طریقوں کے مطابق اور کثیر سطحی طور پر جنسی ساتھی کے تشدد کے خلاف کام کر سکیں۔ قومی سطح پر پہلے قدم کے طور پر تبدیلی لانے کے لئے کثیر سطحی حکمت عملی کا خاکہ تیار کرنے کی غرض سے اداروں کے مابین ایک قومی ہم آہنگی کا ادارہ (National Coordination Agency) یا اداروں کے مابین ایک ورکنگ گروپ قائم کیا جائے۔ یہ پروگرام نہ صرف جنسی ساتھی کے تشدد پر توجہ دے بلکہ اس کو مرکزی دھارے میں شامل کرتے ہوئے خواتین کی صحت، ذرائع معاش اقتصادی طور پر بااختیار بنانے، غذائی تحفظ، بنیادی ڈھانچے اور ذرائع نقل و حمل کے پروگرامز میں بھی جنسی ساتھی کے تشدد کے پروگرام کو شامل کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ کمیونٹیز کو سماجی طور پر متحرک کیا جائے، خصوصی طور مقامی اور مذہبی رہنماؤں، سرگرم کارکنوں، مدارس، اسکولز، علماء اور خواتین کے رابطوں کے گروپس کو متحرک کریں تاکہ خواتین اور لڑکیوں کے خلاف ہونے والے تشدد پر ہونے والی گفتگو کو تبدیل کیا جا سکے اور میڈیا کی طاقت کو اپنے اختیار کے مطابق استعمال کیا جا سکے۔ مخصوص تجاویز درج ذیل ہیں:

جنسی ساتھی کے تشدد کی اصطلاح کی تعریف کو ثقافتی ہم آہنگی کے مطابق فروغ دینا،
جنسی ساتھی کے تشدد کے حوالے سے علماء، ماہرین تعلیم، اور علاقائی جماعتوں کی حمایت کے ساتھ معیاری اقدامات کی تیاری اور ثقافتی ہم آہنگی کے مطابق بنیادی وجوہات کی نشاندہی (مثلاً جہیز سے متعلقہ تشدد)۔ ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ جنسی ساتھی کے تشدد کی اصطلاح کی تعریف ایسی ہو جو اس حوالے سے پاکستان میں لوگوں کے انداز فکر اور رویوں کا بھی احاطہ کرتی ہو۔

مربوط پروگرامز کی تیاری کے لئے مردوں خصوصاً بالغ لڑکوں کو ساتھ شامل کرنا،
ایسے مقامات کی نشاندہی کرنا جہاں لوگ آپ کے پیغام کو سننے اور سمجھنے کے لئے تیار ہوں، بشمول مذہبی اداروں (مثلاً مساجد)، اسکولز، نوجوانوں کے گروپس، کیفے اور کھیل کے مراکز۔

ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں بالغ نوجوانوں کے خاندانوں ان تک پہنچا جا سکے،
اس سوچ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ جوانی میں ہم سماجی روایات کی زیادہ شدت سے پیروی کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ ہم تعلیمی اداروں کے ساتھ مل کر کام کریں (مثلاً نصاب کی تیاری)، جوانوں کے کلب اور ترقی پسند سوچ کے حامل رول ماڈل، جس میں مشہور شخصیات یا مذہبی رہنما بھی شامل ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اہم ہے کہ نگرانی اور جانچ کے مربوط نظام کو تقویت دی جائے جس میں بہت سے ایسے نظام ہوں کہ جو کم مدتی اور چھوٹے پیمانے پر ہوں۔

اہم اداروں کی نشاندہی اور حکمت عملی کے تحت انہیں شامل کرنا،
خدمات فراہم کرنے والوں کی معلومات اور صلاحیتوں کو بڑھانے میں سرمایہ کاری کرنا تاکہ وہ جنسی ساتھی کے تشدد کی نشاندہی کر سکیں، تحفظ فراہم کر سکیں، اور بہتر ردعمل کا مظاہرہ کریں جس میں انصاف، قانون، تحفظ، صحت اور تعلیم کے مختلف شعبہ جات میں ریفرل بھی شامل ہو۔ اداراتی سطح پر صنفی نظریئے سے بجٹ کی نگرانی اور خدمات فراہم کرنے والے افراد میں شفافیت اور احتساب کے نظام کو مختلف شعبہ جات میں فروغ دینا بھی شامل ہو۔

صنفی بنیاد پر ہونے والے تشدد کے خلاف بنائے گئے بین الاقوامی قوانین کے مطابق قانونی اصلاحات کے قیام کی وکالت اور ان پر عملدرآمد کے لئے کوشش کرنا، بشمول ایسی قانونی اصلاحات جن کے تحت جنسی ساتھی کے تشدد کے رویئے مثلاً ازدواجی زندگی میں رضامندی کے بغیر جنسی فعل کرنا، جہیز سے متعلقہ تشدد کو جرم قرار دیا جائے اور ایسے مضبوط قوانین بنانا جن کی مدد سے جرم کا ارتکاب کرنے والوں پر عدالت میں مقدمہ چلایا جا سکے اور انہیں سزا دلوائی جا سکے۔

ODI
THE AGA KHAN UNIVERSITY
UKaid from the British people